بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اپنی قربانی سے پہلے والد کی طرف سے قربانی کرنا ضروری ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ پہلے والد کی طرف سے قربانی ہوتی ہے، اس کے بعد بیٹے کی طرف سے ہوتی ہے، تو میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ جس کے پاس پیسے ہوں، جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائیں، تو اس پر قربانی واجب ہوتی ہے، تو اس حوالے سے رہنمائی فرما دیں۔

جواب

آپ کے والد صاحب کا کہنا شرعاً درست نہیں، شریعت میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے، کہ پہلے والد کی طرف سے قربانی ہوتی ہے، اس کے بعد بیٹے کی طرف سے ہوتی ہے، بلکہ قربانی اُس پر واجب ہوتی ہے، جو مالکِ نصاب ہو، اور مالکِ نصاب کی تفصیل یہ ہے کہ:
جس شخص کی ملکیت میں قربانی کے دنوں میں حاجت اصلیہ (یعنی وہ چیزیں جن کی انسان کو حاجت رہتی ہے، جیسے رہائش گاہ، خانہ داری کے وہ سامان جن کی حاجت ہو، سواری اور پہننے کے کپڑے وغیرہ ضروریاتِ زندگی) سے، اور اگر ذمے پر قرض ہو، تو اس سے زائد، دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوں، یا سونا، چاندی، ہر ایک، اپنی ذات میں نصاب سے کم ہو، لیکن جتنی مقدار میں ہیں، اُن کی مجموعی قیمت، ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہو، یا ایسا کوئی سامان، یا جائیداد وغیرہ ہو، کہ تنہا اس کی، یا اس کے ساتھ دوسرے مال کو ملانے سے، اس کی قیمت (فی زمانہ) ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو ایسا شخص، نصاب کا مالک ہوتا ہے، اور اُس پر قربانی واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ کی صورت میں اگر آپ کے والد مالکِ نصاب نہیں، بلکہ آپ مالکِ نصاب ہیں، تو آپ پر قربانی واجب ہوگی، آپ کے والد صاحب پر قربانی واجب نہیں ہوگی، اور اگر آپ نے اپنی واجب قربانی کرنے کی بجائے، والد صاحب کی طرف سے قربانی کر دی، اور وہ شرعا والد صاحب کی طرف سے ہو گئی، تو اس سے آپ کا واجب ادا نہیں ہوگا، بلکہ وہ نفلی قربانی ہوگی، اپنے ذمہ آنے والے واجب کو ادا نہ کرنا، اور دوسروں کی طرف سے نفل ادا کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اب اگر قربانی کے دن باقی ہوں، تو یہ شخص کہ جس پر قربانی واجب تھی، خود قربانی کرے، اور اگر قربانی کے دن گزر چکے ہوں، تو بکری کی قیمت صدقہ کرنا اس پر لازم ہے۔

درمختار میں ہے "فتجب التضحیة ... علی حر مسلم مقیم موسر عن نفسه" ترجمہ: ہر آزاد، مسلمان، مقیم شخص پر اپنی طرف سے قربانی واجب ہوتی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الاضحیۃ، جلد9، ص 521، مطبوعہ: کوئٹہ)

قربانی واجب ہونے کا نصاب بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی (متوفی 587ھ) فرماتے ہیں: ”فلا بد من اعتبار الغنی وھو أن یکون فی ملکه مائتا درھم أو عشرون دینارا أو شیء تبلغ قیمته ذلك سوى مسكنه وما یتأثث به وكسوته وخادمه وفرسه وسلاحه وما لا یستغنى عنه“ترجمہ: (قربانی میں) مالداری کا اعتبار ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونا) ہوں یا رہائش، خانہ داری کے سامان، کپڑے، خادم، گھوڑا، ہتھیار اور وہ اشیاء جن کے بغیر گزارہ نہ ہو، ان کے علاوہ کوئی ایسی چیز ہو، جو اتنی مالیت کو پہنچتی ہو۔ (بدائع الصنائع، کتاب التضحیۃ، ج4، ص196، مطبوعہ: کوئٹہ)

امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصل حاجتوں کے علاوہ ۵۶ روپیہ کے مال کا مالک ہو، چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت۔ (فتاوی رضویہ، ج20، ص 370، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بدائع الصنائع میں ہے”وان کان لم یوجب علی نفسه ولا اشتری وھو موسر حتی مضت أیام النحر تصدق بقیمة شاة تجوز فی الأضحیة“ترجمہ: اگر قربانی اپنے اوپر خود واجب نہیں کی تھی اور نہ ہی قربانی کے لیے جانور خریدا تھا اور وہ صاحب نصاب بھی تھا (اور اس نے قربانی نہیں کی) یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے تو اب ایک ایسی بکری کی قیمت صدقہ کرے جس کی قربانی جائز ہوتی ہو۔ (بدائع الصنائع، جلد4، صفحہ203، مطبوعہ: کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے "غنی نے قربانی کیلئے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کردے اور ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور خریدا نہ ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے۔ "(بہار شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ338، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: "جس پر قربانی واجب ہے، وہ اگر اپنے لڑکے یا بی بی (بیوی) وغیرہ کے نام سے کرے، تو اس کے ذمہ کا واجب ساقط ہوگا یا نہیں؟ اور یہ قربانی صحیح ہوگی؟“مفتی صاحب جواباً ارشاد فرماتے ہیں: ”جس پر قربانی واجب ہے اس کو خود اپنے نام سے قربانی کرنی چاہیے، لڑکے یا زوجہ کی طرف سے کرے گا، تو واجب ساقط نہ ہوگا، اپنے نام سے کرنے کے بعد جتنی قربانیاں کرے، مضائقہ نہیں، مگر واجب کو ادا نہ کرنا اور دوسروں کی طرف سے نفل ادا کرنا بہت بڑی غلطی ہے، پھر بھی دوسروں کی طرف سے جو قربانی کی ہوگئی اور ایام نحر (قربانی کے دن) باقی ہوں، تو یہ خود قربانی کرے، گزرنے پر قیمتِ اضحیہ تصدق کرے۔ "(فتاوی امجدیہ، جلد2، حصہ3، صفحہ314، مکتبہ رضویہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5048

تاریخ اجراء: 08ذوالحجۃ الحرام 1447ھ/25مئی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net